## سوال

(44) حکم البسملہ

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز میں بِسمِ اللَّهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ جہراً پڑھنا سنت ہے یا سراً۔ بعض شیوخ کا موقف ہے کہ جہراً پڑھنا ضروری ہے آیا یہ ان کا مؤقف درست ہے مہربانی فرما کر فریقین کے دلائل سے واضح کریں کہ صحیح مسلک کیا ہے؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز میں بِسمِ اللَّهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ سراً پڑھنا افضل ہے۔

دلائل درج ذیل ہیں: صحیحین کی احادیث متفقہ طور صحیح ہیں اس لیے ان کی احادیث کی سندیں نہیں لکھوں گا۔

(1) : امام محدثین امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

((أن النبي صلى الله عليه وسلم وابا بكر وعمر رضي الله عنهم كانوا يفتتحون الصلوة بالحمد لله رب العالمين ))

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہم نماز میں قراءۃ ان الفاظ یعنی الحمد للہ رب العالمین سے شروع فرماتے اور یہ نص ہے اس بات پر آپ ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہم قراۃ کی ابتداء میں بِسمِ اللَّهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ جہراً نہیں پڑھا کرتے تھے بعض افاضل نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں اس حدیث صحیح وصریح کا یہ جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں الحمد للہ رب العالمین سے مراد سورۃ فاتحہ ہے کیونکہ صحیح حدیث میں فاتحہ کا نام ''الحمد للہ رب العالمین'' بھی آیا ہے لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قراۃ سورۃ فاتحہ سے شروع فرماتے اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان الفاظ سے شروع فرماتے۔

الجواب یہ صحیح ہے کہ سورۃ فاتحہ کا نام ''الحمد للہ رب العالمین'' صحیح حدیث میں وارد ہے لیکن یہاں اس حدیث میں اس سے سورۃ فاتحہ مراد لینا بہ چند وجوہ ممنوع ہے۔ یہ چند وجوہ میں نے اپنی کتاب ''تحصیل المعلاۃ'' میں تفصیل کے ساتھ درج کی ہیں جو عربی میں خاص اس مسئلہ پر راقم الحروف نے تالیف کیا ہے۔ اس جگہ طوالت سے بچنے کے لیے صرف ایک وجہ درج کرتا ہوں جو صحیح السند حدیث سے ثابت اور اس بات کے لیے فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے کہ اس جگہ مراد یہی ہے کہ قرات ان الفاظ (الحمد للہ رب العالمین) بلا جہر بِسمِ اللَّهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ) سے ہی فرماتے تھے۔

(۲) :امامابویعلی الموصلی اپنی مسند میں فرماتے ہیں :

( حدثنا محمد( ہوابن المثنی) نامحمد بن جعفر ناشعبۃ عن قتادۃ عن انس صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان لم یکونوا یستفتحون القراۃ بِسمِ اللَّهِ الرَّحمَٰنِ الرَّحِيمِ قال شعبۃ فقلت لقتادۃ اسمعت من انس قال نعم ونحن سالناہ عنہ )) المسند ابی یعلی ج۳'ص۱٦۰' رقم الحدیث ۳۲۳۳.

اس حدیث کی سند اصح الاسانید میں سے ہے اوراس میں بعض صریح یہ بیان ہے کہ آپ ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم قراۃ بِسمِ اللَّهِ الرَّحمَٰنِ الرَّحِيمِ سے شروع نہیں کرتے تھے ۔ راوی وہی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں اور باقاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضا مسند ابی یعلی کی یہ صحیح السند حدیث صحیح بخاری والی حدیث کی وضاحت کردیتی ہے کہ وہاں بھی مراد قراۃ کی شروعات ان الفاظ (الحمد اللہ رب العالمین) سے کیا کرتے تھے ۔ بات تو بالکل واضح ہے ۔ لیکن انصاف مطلوب ہے اور تعصب واعتساف سے اجتناب ضروری ہے ۔ یہی روایت امام ابویعلی اسی سند میں اپنے ایک دوسرے شیخ سے بھی لاتے ہیں ۔

(۳) : (( حدثنا احمد( ہوابن ابراہیم الدورقی کما صرح بہ الحافظ ابن حجر رحمہ اللہ فی النکت ) ناابوداود( ہوالطیالسی ) قال أنبانا شعبۃ عن قتادۃ عن انس قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وخلف عمر وخلف عثمان فلم یکونوا یستفتحون القراۃ بِسمِ اللَّهِ الرَّحمَٰنِ الرَّحِيمِ قال شعبۃ فقلت لقتادۃ اسمعتہ من انس قال نعم ونحن سالناہ عنہ )) المسند لابی یعلی الموصلی' ج۳' ص۱۰٦' رقم الحدیث : ۲۹۹٦.

اور یہی حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند امام عبداللہ بھی مسند کے زیادات میں ابوداود طیالسی کے طریق سے لائے ہیں ۔ اسی طرح امام اسماعیل بھی اس حدیث کو لائے ہیں (ابوداود طیالسی کے طریق سے اور اسی طرح ابونعیم اصفہانی بھی اس حدیث کو اپنی مستخرج میں لائے ہیں ابوداود طیالسی کے طریق سے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے النکت میں ذکر کیا ہے ۔

(٤) :امام مسلم بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں :

((باب حجۃ من قال لا یجہر بالبسملۃ حدثنا محمد بن المثنی وابن بشار کلاہما عن غندر ہو محمد بن جعفر قال ابن المثنی ثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبہ قال سمعت قتادۃ یحدث عن انس قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر عثمان رضی اللہ عنہم فلم اسمع احدا منہم یقرا بِسمِ اللَّهِ الرَّحمَٰنِ الرَّحِيمِ ))

آگے پھر فرماتے ہیں :

((حدثنا محمد بن المثنی قال ثنا ابوداود قال ثنا شعبۃ فی ہذا الاسناد وزاد فقلت لقتادۃ اسمعت من انس قال نعم ونحن سالناہ عنہ ))

اس جگہ صحیح مسلم کی حدیث کی سند ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض فضلاء نے امام مسلم کی ایک حدیث میں ایک علت پیش فرمائی ہے جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں، اس لیے میں نے بمع سند یہ حدیث ذکر کی ہے اور اس کی سند میں وہ علت بالکل نہیں ہے اور سند صحیح ہے ۔

اس حدیث سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ اور خلفاء ثلاثہ راشدین رضی اللہ عنہم

بِسمِ اللَّهِ الرَّحمَٰنِ الرَّحِيمِ جہرا نہیں پڑھا کرتے تھے ، اس لیے حضرت انس خادم رسول اللہ ﷺ قراۃ کی ابتداء میں بِسمِ اللَّهِ الرَّحمَٰنِ الرَّحِيمِ سن نہ سکے ۔ بعض افاضل عصریہ نے اس طرح گل افشانی کی ہے کہ عدم سماع سے عدم جہر لازم نہیں آتا ہوسکتا ہے کہ آدمی امام سے دور ہو اور اس کی آواز سن نہ سکے لہذا اس صحیح حدیث سے بسملہ کا عدم جہر ثابت نہیں ہوتا ۔

لیکن یہ احتمال درست نہیں ۔ اس کے درست ہونے کے وجوہ ایسی واضح ہیں کہ ہر منصف مزاج اہل علم تھوڑے سے غور وفکر سے ان کے بطلان کی وجوہ کو پاسکتا ہے ۔

یہ درست اس لیے نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی جس نے آپ کی خدمت دس سال کی ۔ سفر وحضر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہے ، یعنی یہ صحابی خادم رسول ﷺ اپنی طویل صحبت کے باوصف یہ بھی نہ سن سکا کہ آپ ﷺ

بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ جہرا پڑھتے تھے نہیں یا وہ ہمیشہ دانستہ بالکل دیر سے نماز کے لیے آتے اور بالکل آخری صفوں میں کھڑے ہوتے جس کی وجہ سے وہ بسم اللہ سن نہ سکے ارلطف یہ کہ الحمد للہ رب العالمین تو سن لیا بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ نہ سن سکا فیا للعجب وضیعۃ الادب ''

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد خلفاء راشدین ثلاثہ کے ساتھ بھی ایک طویل عرصہ گزرچکا ہے اور اس طویل مدت میں بھی وہ ان خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ نہیں سن سکا صرف الحمد للہ رب العالمین ہی سن سکا اس بات میں کہاں تک معقولیت ہے وہ آں محترم خود سوچیں ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

بہر حال اس احتمال کا فساد و بطلان اظہر من الشمس ہے ہاں اگر کسی کو نظر نہ آئے تو اس کا کیا علاج ہے۔

(۵) : (( حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا وکیع ثنا شعبۃ عن قتادۃ عن انس قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر و عمر عثمان کانوا لایجہر وبِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ )) (المسند للامام احمد : ج ۲ ص ۱۷۹)

اس حدیث کی سند کے رواۃ ''عن آخرہم حفاظ ثقات واثبات '' ہیں اور یہ سند بھی اصح الاسانید میں سے ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اور خلفاء ثلاثہ ابو بکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نماز میں بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔

(٦) : (( اخبرنا ابو طاہر نا ابو بکر نا ابو سعید لاشح نا ابن ادریس سمعت سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجہر بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ ولا ابو بکر ولا عمر ولا عثمان رضی اللہ عنہم )) الصحیح لابن خزیمۃ مطبوعہ : ج ۱ ص ۲۰۵.

اور یہ ہی حدیث امام نسائی بھی اپنی مجتبی میں لائے ہیں اور سند میں سعید بن ابی عروبہ کے ساتھ شعبہ کو بھی ملایا ہے جس سے قتادہ کی تدلیس کا شبہ رفع ہوجاتا ہے اس کے یہ الفاظ ہیں۔

(( صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم فلم اسمع احدا منہم یجہر بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ ))

اس کے بعد چند اور احادیث بھی ذکر فرمائی ہیں جن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قتادہ کی متابعت کرنے والے دوسرے ثقات رواۃ کا ذکر ہے۔

لیجئے جناب! یہاں ''لم اسمع '' کے ساتھ جہر کی نفی بھی آگئی۔ کیا اب بھی ''لم اسمع '' کے متعلق وہی مرغی کی ایک ٹانگ کہنے پر اصرار کیا جائے گا؟ اس حدیث کے رواۃ بھی سب کے سب ثقہ و ثبت ہیں۔

(۷) : (( حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا الاحص ابن جواب ثنا عمار بن زریق عن الاعمش عن شعبۃ عن ثبت عن انس رضی اللہ عنہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر ومع عمر فلم یجہروا بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ )) المسند للامام احمد : ج ۲ ص ۲٦٤. (۲) السنن الکبری : ج ۲ ص ۵۲.

یہ حدیث امام ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں احوص بن جواب کے طریق سے ذکر کی ہے۔

(۸) : امام نسائی اپنی مجتبی میں فرماتے ہیں :

(( اخبرنا محمد بن علی بن الحسن بن شقیق قال سمعت ابی یقول اخبرنا ابو حمزۃ ( ہو محمد بن میمون السکری المروزي ) عن منصور بن زاذان عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یسمنا قراۃ بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ وصلی بنا ابو بکر و عمر فلم نسمعہا منہما ))

یہ حدیث بھی صحیح الاسناد ہے اور اس کے سب رجال ثقات ہیں اور اس پر امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ترک الجہر بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ کا باب منعقد فرمایا ہے۔

(۹) : (( اخبرنا ابو طاہر الفقیہ انبا ابو بکر محمد ابن الحسین القطان ثنا علی بن الحسن الہلالی ثنا عبداللہ بن الولید ( ہو العدنی ) عن سفیان عن خالد الحذاء عن ابی نعامۃ الحنفی عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر و عمر لا یقرون یعنی لا یجہرون بِسۡمِ اللَّهِ

الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ))

آ گے امام بیہقی فرماتے ہیں کہ امام سفیان ثوری سے حسین بن حفص نے بھی یہ روایت کی ہے اوراس میں یہ کہا ''لایجہرون ''اور''لایقرون ''نہیں کہا۔اس حدیث کی سند بھی حسن ہے باقی بعض علماء نے جواس حدیث کے متعلق اضطراب کی علت پش کی ہے وہ قطعا صحیح نہیں اس میں چونکہ تفصیل زیادہ ہے اس لیے اس جگہ اس کا ذکر کرنا مناسب نظر نہیں

آتا اگر کسی اہل علم کو اس کے متعلق شرح صدر کے ساتھ تحقیق مطلوب ہو تو وہ میری کتاب ''تحصیل المعلاۃ ''عربی کی طرف مراجعت فرمالے۔ان شاء اللہ العزیز ان کے سب شکوک رفع ہوجائیں گے۔

(۱۰) : امام طبرانی اپنی معجم کبیر میں فرماتے ہیں :

( حدثنا عبداللہ بن وہیب الغزی ثنا محمد ابن السری ثنا معتمر بن سلیمان عن ابیہ عن الحسن عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسر بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وصلی وابو بکرو عمر رضی اللہ عنہم ))

علامہ ہیثمی مجمع الزوائد : ج ۲ ص ۱۰۸ میں فرماتے ہیں ( رجالہ موثقون ) اس روایت کے سب رجال موثق ہیں اور یہ سند حسن ہے ۔ اس حدیث میں بھی صراحت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور ابو بکرو عمر رضی اللہ عنہما بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ سرا پڑھا کرتے تھے۔

(۱۱) : امام بخاری رحمۃ علیہ فرماتے ہیں :

(( وقال لی محمد بن المثنی نا عبدالوہاب ( ہو ابن عبد المجید الثقفی ) سمع ابا نعامۃ ( ہو قیس بن عبادیۃ ) عن قیس بن عباد عن عبداللہ ( ہو ابن المغفل ﷺ ) مثلہ ( ای بمثل حدیث عبداللہ بن المغفل المتقدم ولفظہ ''صلیت خلف رسول اللہ ﷺ وخلف ابی بکرو عمر فلم اسمع احدا منہم یقرا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ _ وقال البخاری ایضا وقال لی محمد نا عبداللہ عن قیس بن عبایۃ الزنانی سمع عبداللہ ) ) ( یعنی ابن المغفل رضی اللہ عنہ ) . تاریخ کبیر : ج ٤ ق ۲ ص ٤٤١ ' ٤٤٢ .

اس روایت کی سند بھی صحیح ہے اس حدیث سے معلوم ہوا حضرت عبداللہ بن امغفل رضی اللہ عنہ

بھی آنحضرت ﷺ اور ابو بکرو عمر رضی اللہ عنہما سے عدم الجہر بسم اللہ نقل کررہا ہے۔

(۱۲) : حافظ ابن حجر اپنی کتاب ''النکت ''میں فرماتے ہیں کہ امام اسماعیلی ''مسند زید بن ابی انیسۃ ''میں اس تک ( یعنی زید بن ابی انیسہ تک ) صحیح سند سے روایت بیا کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ :

( عن عمرو بن مرۃ عن نافع بن جبیر ابن مطعم عن ابیہ قال صلینا مع رسول اللہ ﷺ صلوۃ یجہر فیہا بالقراۃ فلما صف الناس کبر رسول اللہ ﷺ ثم قال اَللھم اِنی اعوذبک من الشیطان الرجیم من ہمزۃ ونفخہ ونفثہ ثم قرا بفاتحۃ الکتاب ولم یجہر بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ))

اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے اور اس میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ جہرا نہیں پڑھی۔

(۱۳) : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث یہ صحیح مسلم ، موطا مالک ، امام بخاری جزء القراۃ ، ابوداود ، نسائی ، امام احمد مسند میں ، امام ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ابو عوانہ وغیر ہم نے روایت کی ہے ۔ اس جگہ ہم یہ روایت امام نسائی کی مجتبی سے نقل کررہے ہیں ۔ اس پر امام نسائی اس طرح باب باندھتے ہیں :

(( ترک قراۃ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فی فاتحۃ الکتاب ''اخبرنا قتیبۃ عن مالک عن العلاء ابن عبدالرحمن انہ سمع ابا السائب مولی ہشام بن زہرۃ یقول سمعت ابا ہریرۃ رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ ﷺ من صلی صلوۃ لم یقرا فیہا بام القرآن فہی خداج ہی خداج ہی خداج غیر تمام فقلت یا ابا ہریرۃ اِنی اَحیانا اکون وراء الاِمام فغمز ذراعی فقال اقرابہا یا فارسی فی نفسک فاِنی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول یقول اللہ عزوجل قسمت الصلوۃ بینی وبین عبدی نصفین فنصفہا لی ونصفہا لعبدی ولعبدی ماسال قال رسول اللہ ﷺ اقروا یقول العبد اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ یقول اللہ عزوجل حمدنی عبدی یقول العبد الرحمن الرحیم یقول اللہ عزوجل اثنی علی عبدی یقول عبدی مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ یقول اللہ عزوجل مجدنی عبدی یقول العبد اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ فہذہ الایۃ بینی وبین عبدی ولعبدی ماسال یقول العبد اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فہولاء لعبدی ولعبدی ماسال ))

پس یہ حدیث صحیح اس بات میں صریح ہے کہ بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ سورة فاتحہ کی آیت نہیں ہے ورنہ آپ ﷺ سورة فاتحہ کی تقسیم میں اولاضرور بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ کوذکرکرتے اوراس پر اتفاق ہے کہ فاتحہ کی سات آیات ہیں اور آپ ﷺ نے ''إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ''کو آیت قرار دیا جیساکہ متن حدیث میں مذکور ہے اوراخیر میں فرمایا ''فهولاء'' جواسم اشارہ جمع کا صیغہ ہے اوراسے قطعاویقینا آیات ہی مراد ہیں یعنی '' ﭐهۡدِنَا ﭐلصِّرَٰطَ ﭐلۡمُسۡتَقِيمَ '' سے لے کراخیرتک تین آیتیں ہیں ایک '' ﭐهۡدِنَا ﭐلصِّرَٰطَ ﭐلۡمُسۡتَقِيمَ '' دوسری ''صِرَٰطَ ﭐلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ''اورتیسری ''غَيۡرِ ﭐلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ﭐلضَّآلِّينَ ''اورمیرے پاس لائبریری میں چند قرآن کریم کے نسخے ہیں مخطوط بھی مطبوع بھی جن میں ''صِرَٰطَ ﭐلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ''پر آیت کا نشان لگا ہوا ہے اگر'' ﭐهۡدِنَا ﭐلصِّرَٰطَ ﭐلۡمُسۡتَقِيمَ '' سے لے کر آخرتک دو آیتیں ہوتیں جیساکہ جہرالبسملہ کے قائلین کا خیال ہے توآپ ﷺ ''فهولاء ''نہ فرماتے بلکہ ہاتان یا اس کے مثل کوئی لفظ فرماتے یعنی جمع کا صیغہ ہرگزاستعمال نہ کرتے اورپھران حضرات کے موقف پر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح تواللہ اوربندے کے درمیان آیات نصفا نصفا نہیں بنتیں حالانکہ حدیث کا متن اس پر گواہ عدل ہے کہ یہ تنصیف آیات کے لحاظ سے ہے۔

لہذاان حضرات کے مؤقف کے لحاظ سے اللہ تعالی کےلیے توتین آیتیں ہوئیں

۱ ﭐلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ﭐلۡعَٰلَمِينَ ۲ ﭐلرَّحۡمَٰنِ ﭐلرَّحِيمِ ۳ مَٰلِكِ يَوۡمِ ﭐلدِّينِ بلکہ ان حضرات کے مسلک کے مطابق بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ کوملاکرچارآیتیں بنتی ہیں اورایک آیت إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ مشترک ہوئی اور بندہ کےلیے صرف دوآیتیں رہ گئیں۔ تویہ نصف کیسے ہوا پھراس کے ساتھ یہ سوال بھی بجاطورپرسامنے آتا ہے کہ جب بسم اللہ فاتحہ کی آیت ہی تھی توآپ ﷺ نے اس کو آخرچھوڑا کیوں ؟ کیااس سے آپ کی ذات پر الزام نہیں آتا ؟

پھرجب خوداللہ کے رسول علیہ السلام بھی بسملہ کو فاتحہ کی آیت شمار نہیں کیا تو آپ کون ہوتے ہیں اس میں اس کا اضافہ کرنے والے ؟

شاید کوئی علم حدیث سے ناواقف یہ کہے کہ سنن کبری دار قطنی وغیرہ میں اس حدیث میں بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ کا ذکر ہے تو اس کے بارہ میں یہ گزارش ہے کہ اس کی سند میں ابن سمعان متروک ومتہم راوی ہے لہذا یہ روایت قطعامقبول نہیں خودامام ددار قطنی وغیرہ نے یہ تصریح فرمادی ہے کہ یہ زیاد تیبِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِکی ابن سمعان کی کارستانی ہے اوروہ متروک ومہتم ہے اس کے سوائے اورسب روایات صحیحہ میں اس زیادتی کا ذکرنہیں ہے۔

بہرحال جب صحیح حدیث کے بموجب بسملہ فاتحہ کی آیت نہیں ہے توفاتحہ کو جہراپڑھتے ہوئے بسملہ کا جہراپڑھنا بھی ضروری نہیں رہا یہ بسملہ استعاذہ وغیرہ کی طرح ہے جو سراپڑھے جاتے ہیں کیونکہ یہ فاتحہ کی آیات نہیں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ قرآن کریم کی آیت مستقلہ ضروراوریقینی وحتمی ہے لیکن کسی سورت کی بھی جز نہیں ہے یہ اللہ تعالی کی جانب سے دوسورتوں میں فصل کےلیے اورسورت کی ابتدامیں تیمن وتبرک کےلیے نازل ہوئی تھی۔ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ ایک سورۃ جس میں تیس ۳۰ آیتیں ہیں یعنی سورت الملک ''پارہ۲۹اس نے ایک آدمی کےلیے سفارش کی اوروہ بخش دیا گیا اوروہ عذاب قبرسے روکنے والی ہے۔ اوریہ ظاہر ہے کہ اگر بِسۡمِ اللَّهِ الرَّحۡمَٰنِ الرَّحِيمِ ہر سورت جزہے توسورت ملک کی آیتیں اکتیس ۳۱ بنتی ہیں۔ پھراللہ کے رسول ﷺ نے تیس آیتیں کیسے قراردیں۔

باقی رہاسورت توبہ میں اس کا نہ لکھا جانا وہ اللہ تعالی کے حکم سے ہی ایسا ہوا ہے اس کی حکمتیں علماء نے بیان کی ہیں لیکن اس تفصیل کی یہاں جگہ گنجائش نہیں شائقین کو میری کتاب ''تحصيل المعلاة ''کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اس صحیح حدیث پر جوکہ صحیح مسلم کی بھی ہے۔

بعض علماء نے کچھ اعتراضات کئے ہیں یا اس میں کوئی علت نکالی ہے لیکن کوئی بھی ان میں سے علت قادحہ پیش نہیں کرسکا تفصیل ''تحصيل المعلاة ''میں ملے گی۔ بڑے سے بڑے ناقدین فن جیسے امام ابوزرعہ رازی وغیرہ نے بھی اس کی تصیح فرمائی ہے۔ (کماذكره الترمذي في علل الكبير) اس حدیث سے بھی وضاحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ بسملہ جہرانہیں پڑھنی چاہیئے۔

(١٤) : حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی حدیث امام احمد رحمۃ اللہ علیہ المسند میں فرماتے ہیں :

(( حدثنا عبداللہ حدثنی ابنی ثنا وکیع نافع ابن عمر وابوعامر ثنا نافع عن ابی ملیکۃ عن بعض ازواج النبی ﷺ قال ابوعامر قال نافع اراہا حفصۃ انہا سئلت عن قراۃ رسول اللہ ﷺ فقالت انکم لاتد تطیعونہا قال فقیل لہا اخبرینا بہا قال فقرات قراۃ ترسلت فیہا قال ابوعامر قال نافع فحکی لنا ابن ابی

ملیکۃ ﴿ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ ثم قطع ﴿ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ ثم قطع ﴿مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ﴾ )) المسند: ج٦ ص ٢٨٨.

اس حدیث کے رجال بھی سب کے سب ثقات ہیں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ''النکت'' میں فرماتے ہیں کہ یہ اسناد صحیح ہے اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ جہراً نہیں پڑھا کرتے۔ اگر کہا جائے کہ اس کے معارض وہ حدیث ہے جو امام احمد وغیرہ نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

(إنها (اي ام سلمة رضي الله عنها) سئلت عن قراة رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: كان يقطع قرانه آية آية ﴿بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ ﴿ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ ﴿ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ ﴿مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ﴾ ))

اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کی سند میں ابن جریج) جو تیسرے مرتبہ کا مدلس ہے (کمافی طبقات المدلس لابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن جریج کی تدلیس شر التدلیس ہے۔ ایسے رواۃ کی جب تک سماع یا تحدیث کی تصریح نہ کریں ان کی روایت مقبول نہیں ہوتی۔ یہ روایت ایک یا دو کتابوں میں نہیں بلکہ حدیث کی بہت سی کتب میں موجود لیکن ایک جگہ پر بھی ابن جریج نے سماع کی تصریح نہیں کی لہذا یہ سند ضعیف ہوئی اور جب سند ضعیف ہوئی تو حدیث بھی ضعیف ہوگئی لہذا مسترد ونامقبول ہوئی۔

پھر لطف کی بات یہ ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ رعنہا کی اسی حدیث کو امام حاکم مستدرک میں ایک دوسرے طریق سے ابن جریج سے روایت کرتے ہیں لیکن اس میں بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ ذکر نہیں۔ امام حاکم فرماتے ہیں:

(( حدثنا ابو الوليد الفقيه وابو بكر بن قريش وابو عمرو بن عبدوس المقري قالوثنا الحسن ابن سفيان ثنا علي بن حجر بن اياس السعدي ثنا يحى بن سعيد القرشي عن ابن جريج عن عبدالله بن مليكة عن ام سلمة رضي الله عنها كان يقطع قراته آيت آيت ﴿ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ ثم يقف ﴿ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾ ثم يقف وكانت ام سلمة تقراها ﴿مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ﴾ ))

دیکھئے اس حدیث میں بھی ابن جریج کی تدلیس کے سوائے اور کوئی علت نہیں لیکن اس میں بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ کا ذکر نہیں۔ اب اگر انصاف مطلوب ہے تو اس روایت کو ترجیح ہونی چاہئے گو اس میں بھی تدلیس ابن جریج ہے لیکن یہ روایت اس سند سے اس صحیح حدیث حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا والی سے متفق ہوجاتی ہے اور دوسری احادیث جن میں عم جہر بسملہ کی تصریح ہے ان سے بھی متفق ہوجاتی ہے۔ لہذا یہی راجح ہونی چاہئے اگر آپ ابن جریج کی تدلیس کی وجہ سے اس روایت کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو پھر بتائیے پہلی روایت کے قبول کرنے پر اصرار کیوں؟ اس میں بھی تو ابن جریج کی تدلیس ہے اور اس پر طرہ یہ کہ وہ دوسری احادیث صحیح کے بھی قطعی طور پر مخالف ہے۔

بہرکیف یہ روایت سنداً ضعیف ہے لہذا اس کو معرض استدلال میں پش کرنے اور اس کو مذکورہ صحیح حدیث کے معارض بنانے کی کوئی اہل علم بالحدیث ہرگز جرات نہیں کرسکتا الا یہ کہ تجاہل عارفانہ کرے یا بے جاضد پر مصر ہو۔ ان دلائل واضحہ اور صیحہ سے روزروشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ نماز میں اللہ کے رسول مقبول ﷺ کی سنت مستمرہ اور خلفاء راشدین مہدیین ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی سنت مستمرہ یہی تھی کہ وہ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً نہیں پڑھا کرتے تھے۔

یہ دلائل صرف ایک صحابی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ ان کے علاوہ عبداللہ بن مغفل، جبیر بن مطعم، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہیں اور سب کی سب مرفوع اور صحیح ہیں لہذا ان احادیث صحیحہ سے اعراض کرکے آنحضرت ﷺ کی سنت صحیحہ اور مستمرہ کو ترک کرکے علی الدوام بسملہ جہر سے پڑھنا اہل حدیث۔جماعت کو قطعاً زیب نہیں دیتا۔

لیکن یہ بحث نامکمل رہے گی جب تک کہ قائلین بجہر البسملۃ کے دلائل کا جائزہ نہ لیا جائے۔ اس لیے اب ان کے دلائل کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان کا انصاف و تحقیق سے جائزہ پش کیا جاتا ہے اجمالاً یہ گزارش ہے کہ مخالفین جو دلائل احادیث سے پش کرتے ہیں ان میں سے جو مسئلہ زیر بحث پر صریح دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک حدیث بھی سنداً صحیح نہیں ہے بلکہ موضوع و منکر اور کچھ شدید ضعیف اور جو ایک یا دو صحیح السند ہیں وہ مسئلہ زیر بحث پر نہ نص ہیں نہ صریح شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی فتاوی: جلد ٢٢ 'صفحہ ٤١٦ میں اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ میں فرماتے ہیں کہ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ جب مصر میں تشریف لائے تو انہیں الجہر بالبسملۃ کی روایات جمع کرنے کی گزارش کی گئی۔

توامام موصوف نے یہ روایات جمع کردیں تب ان سے کہا گیا کہ کیا اس مجموعہ میں کوئی صحیح چیز بھی ہے ؟ توامام والامقام نے جواب میں فرمایا :

((اما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلاواما عن الصحابۃ فمنہ صحیح ومنہ ضعیف ))

''یعنی آنحضرت ﷺ سے اس سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں ۔ البتہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے بعض آثار صحیحہ ہیں اور بعض ضعیف آپ نے دیکھا کہ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ جیساجوٹی کا محدث جن کے علم حدیث کا اندازہ لگانا ہوتوان کی کتاب ''العل ''مطالعہ فرمائیں وہ بھی یہ کہنے پر مجبور ہوگیا کہ اللہ کے رسول ﷺ سے جہرا بالبسملۃ کی کوئی حدیث صحیح نہیں ۔ اب ایسے امام کی شہادت کوآپ مسترد فرمادیں توآپ کی مرضی ۔

اس کے بعدیہ گزارش ہے کہ بہت سی ضعاف ومنکرات وموضوعہ روایات کا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الدرایہ میں اورعلامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التعلیق المغنی علی السنن للدار قطنی ''میں اچھی طرح پوسٹ مارٹم کیا ہے اوران کے ضعف نکارت ووضع کی توضیح فرمادی ہے ۔

لہذاان کا ذکر بے فائدہ تطویل کا باعث ہوگا اس لیے ان کے ذکر سے اعراض کرتا ہوں تھوڑی سی منکر روایتیں ان سے بھی رہ گئیں ہیں جو میں نے ''تحصیل المعلاۃ ''میں ذکر کی ہیں اوران کی اسنادی حیثیت کو بحمداللہ واضح کردیا ہے اس جگہ میں صرف وہ روایتیں لکھوں گا جن سے عام طور پر ہمارے علماء فضلاء عصریہ استدلال کرتے ہیں ۔

( ۱ ) :......امام نسائی ، ابن خزیمہ الدار قطنی وغیر ہم نے نعیم المجمر کی طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ :

((قال (اي نعيم المجمر) صليت وراء ابی ہريرۃ رضی اللہ عنہ فقرا بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ثم قرابام القرآن حتی بلغ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فقال آمين :فقال الناس آمين ويقول كلما سجد الله اكبر فاذاقام من الجلوس فی الاثنتين قال الله اكبر واذاسلم قال والذی نفسی بيده انی لاشبهكم صلوة برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ))

اس حدیث کی سند بلاشبہ صحیح ہے لیکن اس کے سیاق میں اتنے احتمالات ہیں کہ اس کو زیر بحث مسئلہ پر ہر گز ہر گز نص نہیں لیکن ان تفصیلات کی جگہ تحصیل المعلاۃ ہے نہ کہ یہ مختصر کتابچہ پھر روایت میں ہے کہ ''ثم قرابام القرآن '' اوریہ وضاحتا بتارہا ہے کہ راوی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کوفاتحہ کی آیت قرار نہیں دیا ورنہ اس طرح فرماتے کہ : ((ثم قرابام القرآن فاستفتح بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ))

غور فرمائیے اوریہ بات آپ کے مسلک کے خلاف ہے کیونکہ آپ بسملہ کوام القرآن کی جزیا آیت ہی قرار دے رہے ہیں ۔ پھر یہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں آپ سے مرفوع محض اس لیے بنارہے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ :

((ان لاشبہکم صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ))

لیکن اولا تو یہ الفاظ ضروری نہیں کہ نماز کے ہر جز کے متعلق فرمایا ہو بلکہ اکثر کے متعلق اوراگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ اس سے ہر جز میں مشابہت مراد ہے تب بھی اسے اس روایت کا رفع بطور اشارہ کنایہ اورایماء کے باب سے ہے ۔ اور ہم نے جو روایات ذکر کی ہیں وہ سب کی سب صریح طور پر مرفوع بھی ہیں اورعدم جہر پر نص صریح ہیں اوریہ شرعا ، عرفا ، اصولا بالکل غلط ہے کہ ایک بات جواشارۃ وکنایۃ معلوم ہواس کو اس بات پر مقدم کیا جائے جو نصا وصراحتا صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے پھر یہ احتمال بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ :

((انی لاشبہکم صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ))

سے مراد نماز میں انتقالات کی تکبیریں ہوں کیوں کہ اسی عہد میں بعض ائمہ نے نماز میں رفع وخفض میں تکبیرات کہنی چھوڑدی تھیں ۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ مطرف بن عبداللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی توحضرت علی رضی اللہ عنہ سجدہ میں جاتے تب بھی

تکبیر کہتے اور اس سے سر اٹھاتے تو بھی تکبیر کہتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تب بھی تکبیر کہتے جب نماز پوری کی تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اس نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) مجھے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نماز یاد دلادی۔

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز میں ہر خفض ورفع میں تکبیرات کہتے تھے۔

وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس کے متعلق تعجب سے دریافت کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اولیس تلک صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاأم لک ))

اگر اس عہد کے لوگوں نے ان انتقالات میں تکبیریں کہنی چھوڑدی ہوتیں تو عکرمہ تعجب سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کیوں دریافت کرتے۔ جو چیز عام ہوتی ہے اس کے متعلق پوچھنا تو کجا اس پر تعجب بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی بات کی طرف ((انی لاشبھکم صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم )) میں اشارہ فرمایا ہو اور اس احتمال کی یہ روایت بھی تقویت دیتی ہے جو امام عبدالرزاق اپنے مصنف میں لائے ہیں:

((قال عبدالرزاق عن ابن جریج قال اخبرنا ابن شہاب عن ابی بکر بن عبدالرحمن ابن الحارث بن ہشام انہ سمع اباہریرۃ رضی اللہ عنہ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام الی الصلوۃ یکبر حین یقوم ویکبر حین یرکع ثم یقول سمع اللہ لمن حمدہ حین فرفع صلبہ من الرکعۃ ثم یقول وہو قائم بنالک الحمد ثم یکبر حین یہوي ساجدا ثم یکبر حین یرفع راسہ ثم یفعل ذلک فی الصلوۃ کلہا حتی یقضیہا ویکبر حین یقوم من المثنی بعد الجلوس ثم یقول ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ انی لاشبھکم صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ))

اور اس روایت کی اسناد صحیح ہے لہذا اس احتمال قوی کی موجودگی میں (خصوصا جب خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث اس کی مؤید بھی ہو) تو بلاوجہ اس پر اصرار کرنا کہ ان کے ان الفاظ ((إنی لاشبھکم صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم )) سے مراد مشابہت من کل الوجوہ ہے۔ محض بے جا ضد و مسلکی حمیت نہیں تو اور کیا ہے۔

بہر صورت ان احتمالات کے قطع نظر یہ روایت اشارۃ وایماء مرفوع ہے اور اس لیے بسملہ کا جہر بھی اشارہ وکنایہ یا ایماء پر مبنی ہے۔ لہذا یہ کتنا ظلم عظیم ہے کہ ان سب احادیث مبارکہ جو سب کی سب صحیح بھی ہیں۔ حقیقتا مرفوع بھی اور عدم جہر بسملہ پر نص صریح ہیں ان پر ایسی روایات کو مقدم کیا جائے جو نہ تو صراحتا مرفوع ہے۔ اور نہ ہی مسئلہ زیر بحث پر صراحتا دلالت کرتی ہے یہ تو کسی مکتب فکر و کسی مسلک کا اصول نہیں ہے کہ نص صریح کو چھوڑ کر ایک محتمل واشارہ یا ایماء سے مسئلہ بتانے والی روایت کو مقدم کیا ئے۔ اگر اس قسم کی جرات مقلدین حضرات کرتے ہیں تو اہل حدیث حضرات ان پر تنقیدات کی بارش کردیتے ہیں۔

لیکن اگر خود اپنے مسلک کا پاس و لحاظ ہو تو ان سب مسلمہ اصول کو بالائے طاق رکھ کر وہی کچھ کیا جارہا ہے جس پر انہیں اغیار پر اعتراض ہے۔

((فیا للعجب خود را فضیحت دیگران را نصیحت فانا للہ وانا الیہ راجعون ))

(۲) :...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اثر بھی پش کیا جاتا ہے جس میں ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم جہرا پڑھی اس اثر کی سند بھی صحیح ہے۔ لیکن اس کے سیاق میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو استمرار پر دلالت کرتا ہو بلکہ یہ ایک واقعتا عین ہے جو کبھی ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعلیم کے لیے جہرا بسملہ پڑھی۔ جیسا کہ صحیح سند سے سنن دار قطنی وغیرہ میں حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ''سبحانک اللھم وبحمدک الخ (دعاء استفتاح) پڑھی تھی اور روایت کے اخیر میں یہ الفاظ ہیں۔ ''یسمعنا ذالک ویعلمنا '' السنن للدارقطنی مع التعلیق المغنی طبع مدینہ منورہ: ج ۱ ص ۳۰۱.

یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ دعائے استفتاح ہمیں سناتے تھے اور اس سے مقصد ہمیں تعلیم دینا تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ حضرات دعائے استفتاح کو جہرا پڑھنا اپنا مستمر معمول نہیں بناتے؟ اسی طرح ایک صحیح حدیث حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا صفحات میں گزر چکی ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک مرتبہ قراۃ سے قبل ((اللھم انی اعوذبک من الشیطان الرجیم )) الخ جہرا پڑھا۔

حالانکہ استعاذہ قرۃ سے قبل جہرا پڑھنا کسی کا مسلک نہیں، لیکن آپ اہلحدیث حضرات سے بجاطور پر یہ سوال کیا جاسکتا ہے جب آنحضرت ﷺ نے استعاذہ جہرا پڑھا ہے تو آپ اتباع سنت کی مدعیان حضرات کیوں ہمیشہ استعاذہ جہرا نہیں پڑھتے؟ یہ عجیب تماشہ ہے کہ آپ خود تو غیر صریح روایت سے بھی جہرا بسملہ وہ بھی علی الدوام ثابت فرمارہے ہیں اور اسی پر عمل پیرا ہیں۔ حالانکہ اس میں اصل مسئلہ کی صراحت تک نہیں چہ جائیکہ اس سے دوام ثابت کیا جائے۔ ازراہ عنایت آں محترم بھی مستفید فرمائیں کہ اس روایت سے عربیت کے کس قانون سے آپ دوام ثابت فرمارہے ہیں؟ لیکن حدیث میں صراحتا موجود ہے کہ آپ ﷺ قرات سے قبل استعاذہ پڑھا اور بسملہ کے متعلق احادیث صحیحہ صریحہ میں استمرار کے صیغوں سے ثابت ہے ہ آنحضرت ﷺ، ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم بسملہ جہرا نہیں پڑھا کرتے تھے مگر آپ حضرات ان صحیحہ صریحہ اور منصوصہ احادیث کو ایسا نظرانداز کیئے بیٹھے ہیں کہ گویا احادیث صحیحہ کا وجود ہی نہیں۔

اس طرز عمل کا نام آپ ہی تجویز فرمائیں۔ ہم اگر کہیں گے تو شکایت ہوگی۔ بہرصورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ اثر صحیح السند ہونے کے باوصف ایک واقعہ عین ہے جو تعلیم کے لیے پیش آیا تھا نہ کہ ان کی یہ سنت مستمرہ تھی ان کی اور دو خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت مستمرہ تو وہ تھی جو احادیث صحیحہ میں بیان ہوچکی ہے۔ واللہ اعلم!

(۳): ...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مدینہ منورہ آئے اور نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھی اس پر مہاجرین وانصار ہر طرف سے اس پر معترض ہوئے، لہذا بعد میں جب نماز پڑھائی تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کو جہرا پڑھا۔ یہ روایت سنن دار قطنی، سنن کبری، بیہقی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الام وغیرہ میں مروی ہے اور میں نے اس سے بے تحاشا استدلال کرتے ہوئے اہلحدیث کو بھی اپنے کانوں سے سنا ہے۔ اور انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ آج کل کے علماء اہلحدیث حدیث کے علوم سے اس قدر بے پرواہ ہوگئے ہیں کہ وہ اتنی زحمت اٹھانے پر بھی تیار نہیں کہ کسی روایت کے متعلق اس سے دلیل لینے سے قبل اس کی سندا ومتنا روایۃ ودرایۃ تحقیق تو کرلیں یہ روایت صحیح بھی ہے یا نہیں اور دلیل لینے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے یا نہیں۔

جب ہمارے اہلحدیث خطباء کی یہ حالت ہے تو پھر عوام ک تو پوچھنا ہی کیا۔ اس روایت کے متعلق تفصیل تو میری کتاب تحصیل المعلاۃ میں ہے اس جگہ صرف اتنا عرض کردینا کافی سمجھتا ہوں کہ یہ روایت سندا بھی ضعیف ہے تو متنا بھی مضطرب اور اضطراب بھی ایسا کہ کوئی محدث اس کے اضطراب کو رفع نہیں کرسکتا سند میں رواۃ ضعیف ہیں اور متن پر کافی اعتراضات وخدشات وارد ہیں شائقین تفصیل کو تحصیل المعلاۃ کا مطالعہ کرنا چاہیئے تعجب تو یہ ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھنے پر تو مہاجرین وانصار کے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوگئی، لیکن یہ مہاجرین وانصار کہاں گئے تھے جب خلفاء ثلاثہ راشدین کو رات ودن میں کم از کم تین مرتبہ نماز میں بسملہ کے عدم جہر کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے لیکن ان پر نکیر نہ کی اور نہ ان کو اس نقصان پر ٹوکا کیا یہ سب مہاجرین وانصار ان سے ڈرتے تھے، اس لیے کلمہ حق کہہ نہ سکے؟ حالانکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو تو ایک عورت بھی حق کا کلمہ کہہ دیتی تھی۔ یہ سب باتیں ادل دلیل نہیں اس بات پر یہ واقعہ منکرہ وموضوعہ ہے۔ یہ تھے وہ مشہور دلائل جو آج کل کے اہلحدیث پیش کرتے رہتے ہیں اس لیے اس جگہ صرف ان کے ذکر پر اکتفا کی ہے ورنہ روایات اور بھی ہیں جو سب کی سب اپنی کتاب تحصیل المعلاۃ میں ذکر کی ہیں اور سبحانہ وتعالی کے فضل وتوفیق سے ان پر بالاستیفاء کلام کیا ہے، ایک منصف مزاج کے لیے ان شاء اللہ اس کا مطالعہ شرح صدر کا باعث ہوگا۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

## [فتاویٰ راشدیہ]

**صفحہ نمبر 253**

**محدث فتویٰ**